احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

خطبہ نمبر 16

منگل 16۔اپریل 2013ء

روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

منگل 16/اپریل 2013ء 5 جمادی الثانی 1434 ہجری 16 شہادت 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 86

تقویٰ اور امانت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اللہ تعالیٰ تمہیں زمین کے مشرق ومغرب میں فتوحات دے گا مگران علاقوں کے تمام عمّال جہنم میں جائیں گے سوائے اس کے جس نے تقویٰ اختیار کیا اور امانت کا حق ادا کیا۔

(مسند احمد- حدیث نمبر 22030)

یہ سال جماعتی انتخابات کا سال ہے ووٹ دینے والوں اور منتخب عہدیداروں کو امانت کا حق ادا کرنے کی تلقین اور ہدایات

انتخابات میں رائے دی جاتی ہے مگر حتمی فیصلہ خلیفہ وقت کی طرف سے ہوتا ہے

تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں، ایمانی عہد اور مخلوق کی تمام امانتوں کی حتی الوسع رعایت رکھے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 12۔اپریل 2013ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن کا خلاصہ

خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 12۔اپریل 2013ء کو بیت الفتوح مورڈن لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ ایم۔ٹی۔اے پر براہ راست نشر کیا گیا۔حضور انور نے خطبہ کے آغاز میں سورۃ النساء آیت 59 کی تلاوت و ترجمہ کے بعد فرمایا کہ یہ سال جماعت میں انتخابات کا سال ہے۔ جماعت کے انتظامی ڈھانچے کو صحیح رنگ میں چلانے کے لئے جہاں یہ انتخابات ضروری ہیں وہاں اس کام کو احسن رنگ میں آگے بڑھانے کیلئے صحیح افراد کا انتخاب بھی ضروری ہے۔عہدہ ایک امانت ہے۔اس لئے تمہاری نظر میں جو شخص عہدہ کے لئے بہترین اور اہل ہو۔خدا تعالیٰ اسے دعا مانگتے ہوئے اس کے حق میں اپنا ووٹ استعمال کرو۔عہدیدار کے انتخاب میں کبھی بھی اپنی ذاتی پسند، ذات پات یا برادری پیش نظر نہ ہو۔پس جب مومنین کی جماعت دعائیں مانگتی ہوئی اپنے عہدیداروں کا انتخاب کرتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ مومنین کا مددگار ہو جاتا ہے۔پس ہر ووٹ دینے والا اپنی ذمہ داری کی اہمیت کو سمجھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ انتخابات میں رائے دی جاتی ہے مگر حتمی فیصلہ خلیفہ وقت کی طرف سے ہوتا ہے۔بعض مقامی عہدیداروں کے انتخابات کی منظوری اگر ملکی امیر دیتا ہے تو قواعد اسے اس کی اجازت دیتے ہیں۔لیکن امراء کو کثرت رائے کا عموماً احترام کرنا چاہئے۔حضور انور نے انتخابات کے بارے میں بعض اہم ہدایات بھی دیں۔حضور انور نے شروع میں تلاوت کی گئی آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ انصاف کے ساتھ اپنے عہدوں اور تفویض کردہ کاموں کو سرانجام دو۔پس عہدے کوئی بڑائی نہیں بلکہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جسے دعاؤں کے ساتھ نبھانے کی ضرورت ہے۔عہدیداروں کو اپنے نمونے قائم کرتے ہوئے دینی حقوق کے ساتھ دنیاوی حقوق کی بھی مثال قائم کرنی چاہئے۔حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ مومن قرآنی تعلیم کے مطابق حتی الوسع خدا اور اس کی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہدوں کے ہر ایک پہلو کا لحاظ رکھ کر تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنے کی کوشش کرتے ہیں۔انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنا ہے۔قرآن کریم میں بیان لباس التقویٰ کے لفظ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے۔پس جب تک تقویٰ کے معیار اونچے نہیں ہوں گے اس وقت تک اپنی امانتوں اور عہدوں کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

حضور انور نے عہدیداروں کی خوبیوں اور عمدہ اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ مومنوں کی علامت ہے کہ جب وہ عہد کریں تو اپنے عہدوں کو پورا کرتے ہیں۔خوبصورت معاشرے کے لئے ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے، اس لئے فرمایا کہ تم ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے ناموں سے پکارو۔ ہر ایک کے ساتھ عزت اور احترام سے پیش آؤ۔ پھر عہدیداران جماعتی اموال کو خاص طور پر بہت احتیاط سے خرچ کریں۔اسراف نہیں ہونا چاہئے۔ پھر یہ کہ وہ لغویات سے پرہیز کرنے والے ہوں۔اسراف کرنے سے تو بچیں مگر بخیل اور کنجوس نہ ہو جائیں۔ جہاں جائز ضرورت ہو وہاں خرچ بھی کرنا چاہئے۔ پھر فرمایا کہ عہدیدار کو چاہئے کہ غصے پر قابو پانے والا ہو۔اپنے ساتھ کام کرنے والوں کی عزت کا خیال رکھے اور لوگوں سے نرمی، ملائمت اور بشاشت سے پیش آئے۔اپنے ساتھ کام کرنے والوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔فرمایا کہ عہدیداروں میں مہمان کی عزت کا وصف بھی ہونا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ اخلاق منتخب عہدیداروں کے لئے بھی ہیں اور مستقل جماعت کے کارکنان کے لئے بھی ضروری ہیں۔ پھر عہدیداروں کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت تواضع اور عاجزی بھی ہے۔عاجزی ہر عہدیدار اور ہر احمدی کی طبیعت کا خاصہ ہونا چاہے۔اللہ تعالیٰ کو تکبر پسند نہیں۔فرمایا کہ خاص طور پر وہ عہدیدار جن کے ذمہ فیصلوں کا کام ہے۔لوگوں کے درمیان صلح صفائی کروانے کا کام ہے۔اصلاحی کمیٹیاں یا قضاء ہے۔ان سب کو خدا تعالیٰ کا حکم یاد رکھنا چاہئے کہ انصاف کرو وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔پس ہر فیصلہ انصاف پر ہونا چاہئے۔فرمایا کہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہر امیر اور ہر صدر کی اور عہدیدار کی یہ ہے کہ نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔اللہ تعالیٰ افراد جماعت کو بھی، تمام عہدیداران کو بھی جو منتخب ہو چکے ہیں یا منتخب ہونے والے ہیں اور مجھے بھی اپنی امانتوں اور عہدوں کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

دعا کی خصوصی درخواست

روزنامہ الفضل پر بنایا جانے والا حالیہ بے بنیاد اور جھوٹا مقدمہ جس میں ایڈیٹر و مینیجر الفضل سمیت 6 احمدی افراد شامل ہیں اور جماعت احمدیہ لاہور کے چار احمدیوں کو زیر حراست رکھا گیا ہے۔اس بارے میں احباب جماعت سے خصوصی درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل اور نصرت فرماتے ہوئے اس مقدمہ سے باعزت بری فرمائے، اس کے علاوہ جن احمدی احباب پر مقدمات ہیں، اسیر راہ مولیٰ ہیں یا جن کو شر پسند عناصر کی طرف سے مخالفت کا سامنا ہے، اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے ان سب کی مشکلات کو دور فرمائے اور ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔

محترمہ صاحبزادی قیصرہ بیگم صاحبہ کی وفات

احباب جماعت کو افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ محترمہ صاحبزادی قیصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم صاحبزادہ مرزا اظہر احمد صاحب جو کہ حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی کی بہو تھیں، مورخہ 13۔اپریل 2013ء کو صبح ساڑھے 9 بجے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں بعمر 68 سال بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔آپ چند ماہ سے پھیپھڑوں کی تکلیف میں مبتلا تھیں۔آپ کی نماز جنازہ اسی روز بعد نماز عصر بیت مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی ربوہ نے پڑھائی اور قبرستان عام میں بعد از تدفین محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے ہی دعا کروائی۔

محترمہ صاحبزادی قیصرہ بیگم صاحبہ 2 جولائی 1945ء کو محترم سعید احمد خان صاحب کے گھر قادیان میں پیدا ہوئیں۔آپ کے دادا محترم

باقی صفحہ 8 پر

خطبہ جمعہ

حضرت مصلح موعودکو اللہ تعالیٰ نے جو خداداد علم، ذہانت اور فراست عطا فرمائی تھی اس کے بہت سے پہلو ہیں۔ خلافت سے پہلے بھی آپ کی تحریرات اور تقریریں علم و معرفت سے بھری ہوئی ہیں

آپ کی کتب، تقریریں اور مضامین انوار العلوم کے نام سے شائع ہو رہی ہیں اسی طرح خطبات جمعہ بھی شائع ہو رہے ہیں۔ فضل عمر فاؤنڈیشن مختلف زبانوں میں ان کے تراجم بھی کروا رہی ہے۔ بعض انگریزی میں شائع بھی ہو چکی ہیں

اگر ہم یہ مجموعے اور خزانے پڑھیں تو تبھی ہم آپ کی علمی وسعت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم ظاہری و باطنی سے پُر کئے جانے کی جو پیشگوئی تھی اس کا اندازہ کر سکتے ہیں اور اپنے علم میں اضافہ کر سکتے ہیں

حضرت مصلح موعود کے 10 اپریل 1942ء کے خطبہ جمعہ کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے مضامین کا نہایت دلکش اور روح پرور بیان

آج بھی اگر ہم نے حالات کو بدلنا ہے تو تمام طاقتوں کے مالک خدا کے آگے جھکنا ہوگا۔ اللہ کرے کہ ہم ایسی دعائیں کرنے والے ہوں

شعبہ ضیافت یوکے کے ایک کارکن مکرم عظیم صاحب کی وفات اور مرحوم کا ذکر خیر

خطبہ جمعہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 22 فروری 2013ء بمطابق 22 تبلیغ 1392 ہجری شمسی بمقام بیت الفتوح۔ لندن

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

آج کے خطبہ کے لئے مَیں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے کوئی موضوع سوچ رہا تھا تو خیال آیا کہ عمومی طور پر ہم پیشگوئی مصلح موعود بیان کرتے ہیں۔ اُس کی تھوڑی سی مختصر وضاحت کرتے ہیں۔ مجملاً بعض کاموں کا ذکر کرتے ہیں جو حضرت مصلح موعود نے کئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو خداداد علم، ذہانت اور فراست عطا فرمائی تھی اُس کے بہت سے پہلو ہیں۔ خلافت سے پہلے بھی آپ کی تحریرات اور تقریریں علم و معرفت سے بھری ہوئی ہیں۔ آپ کی کتب، تقریریں اور مضامین انوار العلوم کے نام سے کتاب میں، مختلف جلدوں میں چھپی ہوئی ہیں۔ اب تک تیئس جلدیں اس کی شائع ہو چکی ہیں اور ہر جلد 600 سے اوپر صفحات پر مشتمل ہے۔ مزید بھی انشاء اللہ چھپیں گی۔ یہ مکمل نہیں ہوئیں۔ اسی طرح آپ کے خطباتِ جمعہ ہیں یہ بھی بہت سے ہیں۔ جس کی 24 جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور یہ بھی اسی طرح ہر جلد جو ہے 600 سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ ابھی خطبات کی 43-1942ء تک کی جلدیں چھپی ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا مزید انشاء اللہ چھپیں گی۔ فضل عمر فاؤنڈیشن جو آپ کے کام کو، خطبات کو، تقاریر کو جمع کرنے کے لئے، پھیلانے کے لئے بنائی گئی تھی وہ ان تقاریر اور مضامین وغیرہ کے ترجمے بھی مختلف زبانوں میں کروا رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ انگریزی میں تو بعض کتابوں کے شاید جلد ہی مہیا ہو جائیں، کچھ موجود بھی ہیں اور پھر باقی زبانوں میں بھی ہوں گے۔ کچھ عربی میں بھی ترجمہ ہو چکے ہیں اور شائع بھی ہو چکے ہیں۔ میرا خیال ہے اردو کے بعد زیادہ تر کام عربی میں ہوا ہے۔ ہمارے مختلف ممالک کے جامعات کے طلبہ بھی ان کے ترجمے کر رہے ہیں۔ شاہد پاس کرنے کے لئے جو مقالہ لکھا جاتا ہے اُن کو بھی ان کتب کا ترجمہ کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔ بہرحال ایک خزانہ ہے جو آپ نے اپنی زندگی اور 52 سالہ دورِ خلافت میں جماعت کو دیا۔ لیکن اس کی اشاعت چند ہزار کی تعداد میں ہوتی ہے۔ جو احباب خریدتے ہیں وہ بھی شاید ہی تفصیل سے پڑھتے ہوں۔ اور پھر اب لاکھوں نومبائعین اور نئی نسل ایسی ہے جو اردو میں نہ پڑھ سکتی ہے، نہ اُن کی زبان میں اُنہیں مہیا ہے۔ جو مہیا ہے وہ بھی جیسا کہ میں نے کہا بہت تھوڑی تعداد میں ہے۔ اس لئے نئی نسل کی اکثریت اور نومبائعین کو آپ کے اندازِ تحریر و تقریر کا پتہ ہی نہیں۔ نہ ہی آپ کے علم و معرفت کا کچھ اندازہ ہے۔ بلکہ میری عمر کے لوگ جو پیدائشی احمدی ہیں اور مجھ سے چند سال بڑے بھی، اُن کو بھی آپ کے اندازِ خطیبانہ اور تقریروں کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم یہ مجموعے اور خزانے پڑھیں تو تبھی ہم آپ کی علمی وسعت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم ظاہری و باطنی سے پُر کئے جانے کی جو پیشگوئی تھی اُس کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ اور اپنے علم میں بھی، جیسا کہ مَیں نے کہا، اضافہ کر سکتے ہیں۔

ویڈیو آڈیو کی اُس زمانے میں ایسی سہولت نہیں تھی۔ آپ کے دورِ خلافت کے آخری سالوں میں لوپ (Loop) پر ریکارڈنگ ہوتی تھی۔ ایک دو جو تقریریں تھیں ان کی جو ریکارڈنگ کی گئی اس میں آواز امتدادِ زمانہ سے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کافی حد تک اتنی اچھی نہیں رہی۔ اور آپ کا جو انداز تھا، یہ ریکارڈنگ اس کی اصل شان و شوکت نہیں رکھتی۔

بہرحال یہ شکر ہے کہ تحریرات کا، تقاریر کا، خطبات کا ریکارڈ کافی حد تک موجود ہے۔ ’کافی حد تک‘ اس لئے مَیں نے کہا ہے کہ اُس زمانے میں زُودنویس لکھا کرتے تھے اور بعض جگہ یہ احساس ہوتا ہے کہ زُودنویس جب لکھتے تھے تو انہوں نے مکمل طور پر بعض خطبات اور تقاریر اور تحریرات نوٹ نہیں کئے یا مکمل فقرے نہیں لکھے گئے۔ بعض باتیں لکھنے سے رہ گئی ہیں۔ بہرحال آج بجائے اس کے کہ اس پیشگوئی کے بارے میں کچھ بیان کروں، میں نے سوچا کہ آپ کا ایک خطبہ جتنا زیادہ آپ کے الفاظ میں بیان ہو سکتا ہے، وہ وقت کی رعایت کے ساتھ بیان کر دوں۔

جو خطبہ مَیں نے چنا ہے یہ بھی دعا کے طریق اور خدا تعالیٰ پر یقین کے مضمون پر مشتمل ہے۔ یہ یقین کہ وہی تمام قدرتوں کا مالک ہے اور وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ یہ مضمون میں نے اس لئے بھی چنا ہے کہ آجکل بھی اگر ہم خارق عادت نتائج دیکھنا چاہتے ہیں تو اس مضمون کے صحیح ادراک اور اس پر عمل کی ضرورت ہے۔ یہ خطبہ 10 اپریل 1942ء کا ہے۔ آپ نے اس طرح فرمایا کہ:

”مَیں نے احباب کو متواتر دعاؤں کی طرف توجہ دلائی ہے اور اب جو دوستوں کی طرف سے رقعے

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دار النصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

اورخطوط ملتے ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ جماعت کے ایک حصہ میں موجودہ زمانہ فتن کے لئے دعا کی تحریک پائی جاتی ہے۔مگر ایک حصہ کی دعا کافی نہیں‘‘۔ یہاں مَیں یہ بھی بتا دوں کہ آج کل بھی یہی صورتحال ہے۔میرے بار بار کہنے کے باوجود دعا کی طرف توجہ دینے اوراپنی حالتوں کو بدلنے کے لئے جوتوجہ ہونی چاہئے وہ نہیں ہورہی۔

بہرحال پھر آپ آگے فرماتے ہیں کہ:

’’ضرورت ہے کہ مَردوں اورعورتوں اور بچوں سب کی ذہنیت کو دعا کے لئے بدلا جائے اور یہ ذہنیت اس رنگ میں بدلی جاتی ہے کہ سب سے پہلے دعا پر یقین اورایمان پیدا ہو۔جوشخص بغیر یقین کے دعا مانگتا ہے اُس کی دعا خدا تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوا کرتی۔ ہوسکتا ہے کبھی ایسے شخص کی دعا قبول ہو جائے صرف نمونہ کے طور پر اوراُس کے دل میں یقین پیدا کرنے کے لئے لیکن قانون کے طور پر اُس شخص کی دعا قبول ہوتی ہے جس کے دل میں یقین ہوتا ہے کہ خدا میری سنے گا۔چنانچہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (-) (سورۃ النمل آیت:63) کہ مُضطر کی دعا کون سنتا ہے؟ اور پھر فرماتا ہے اللہ ہی سنتا ہے اور مُضطر کے معنی عربی زبان میں یہ ہوتے ہیں کہ کسی کو چاروں طرف سے دھکے دے کر کسی طرف لے جائیں، جو چاروں طرف سے راستہ بند پا کر کسی ایک طرف جاتا ہے اُس کو مُضطر کہتے ہیں۔ یعنی وہ ہر طرف آگ دیکھتا ہے۔اپنے دائیں دیکھتا ہے تو اُسے آگ نظر آتی ہے۔اپنے بائیں دیکھتا ہے تو اُسے آگ نظر آتی ہے۔اپنے پیچھے دیکھتا ہے تو اُسے آگ نظر آتی ہے۔اپنے نیچے دیکھتا ہے تو اُسے آگ نظر آتی ہے۔اپنے اوپر دیکھتا ہے تو اُسے آگ نظر آتی ہے۔صرف ایک جہت اُس کے سامنے خدا تعالیٰ والی باقی رہ جاتی ہے اوراس پر اُس کی نظر پڑتی ہے اَور سب جگہ اُسے آگ ہی آگ دکھائی دیتی ہے مگر صرف ایک طرف اُسے امن نظر آتا ہے۔اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ مُضطر کے معنوں میں یقین پایا جانا ضروری ہے۔مُضطر کے صرف یہی معنی نہیں ہیں کہ اُس کے دل میں گھبراہٹ ہو کیونکہ گھبراہٹ میں بعض دفعہ ایک شخص بے تحاشا کسی طرف چل پڑتا ہے بغیر اس یقین کے کہ جس طرف وہ جارہا ہے وہاں اُسے امن بھی حاصل ہوگا یا نہیں۔بلکہ بعض لوگ گھبراہٹ میں ایسی طرف چلے جاتے ہیں جہاں خود خطرہ موجود ہوتا ہے اوروہ اس سے نہیں بچ سکتے۔پس محض اضطراب کا دل میں پیدا ہونا اضطرار پر دلالت نہیں کرتا۔اضطرار پر وہ حالت دلالت کیا کرتی ہے جب چاروں طرف کوئی پناہ کی جگہ انسان کو نظر نہ آتی ہو اورایک طرف نظر آتی ہے۔گویا اضطرار کی نہ صرف یہ علامت ہے کہ چاروں طرف آگ نظر آتی ہو بلکہ یہ علامت بھی ہے کہ ایک طرف امن نظر آتا ہو اورانسان کہہ سکتا ہو کہ وہاں آگ نہیں ہے۔تو وہی دعا خدا تعالیٰ کے حضور قبول کی جاتی ہے جس کے کرتے وقت بندہ اس رنگ میں اُس کے سامنے حاضر ہوتا ہے۔اُسے یقین ہوتا ہے کہ سوائے خدا کے میرے لئے اور کوئی پناہ کی جگہ نہیں۔یہی وہ مُضطر کی حالت ہے جسے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ لَا مَلْجَأَ (-)۔کہ اے خدا! لَا مَلْجَأَ (-)۔تیرے عذاب اور تیری طرف سے آنے والے ابتلاؤں سے کوئی پناہ کی جگہ نہیں، کوئی نجات کی جگہ نہیں، سوائے اس کے کہ میں سب طرف سے مایوس ہوکر اور آنکھیں بند کرکے تیری طرف آجاؤں۔تو لَا مَلْجَأَ (-) والی جو حالت ہے، یہی اضطرار کی کیفیت ہے۔اور جب خدا نے قرآن میں کہا کہ (-) (سورۃ النمل آیت:63) کہ بتاؤ مُضطر کی کون سنتا ہے تو مُضطر کے معنی یہی ہوئے کہ ایسے شخص کی دعا جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو ملجاوماوی نہیں سمجھتا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اپنا ملجاومنجا قرار نہیں دیتا اوراس آیت میں کہ (-) (سورۃ النمل آیت:63) درحقیقت اس کیفیت اضطرار کی طرف اشارہ کیا گیا ہے......‘‘۔

مُضطر کے لفظ پر یہ علمی روشنی ڈالنے اوراس آیت کی وضاحت کرنے کے بعد پھر آپ کا تقریر کا جو اسلوب تھا، طریق تھا، آپ نے مُضطر کی مختلف ضرورتوں اور حالتوں کا ذکر فرما کر مثالیں اور واقعات پیش کئے۔آپ کی ہر تقریر واقعات اور مثالوں سے بھری ہوتی تھی۔آپ فرماتے ہیں کہ:’’......اضطرار دنیا میں کئی قسم کے ہوتے ہیں۔اس لئے یہاں ’’اَلْمُضْطَرّ‘‘ کا لفظ رکھا گیا ہے جس کے معنی تمام قسم کے مُضطر کے ہیں۔بعض بندے دنیا میں ایسے ہوتے ہیں جو مُضطر ہوتے ہیں اور گو حقیقتاً اللہ تعالیٰ ہی ہر مُضطر کا علاج ہے۔مگر اُس کے دیئے ہوئے انعام کے ماتحت کوئی بندہ بھی اُن کے اضطرار کو بدلنے کی طاقت رکھتا ہے۔مثلاً ایک غریب آدمی ہے، اُس کے کپڑے پھٹ جاتے ہیں، اُسے نظر نہیں آتا کہ وہ نئے کپڑے کہاں سے بنوائے۔ایک امیر آدمی جو بعض دفعہ ایک ہندو ہوتا ہے، سکھ ہوتا ہے، پارسی ہوتا ہے، دہریہ ہوتا ہے، کوئی بھی ہو، وہ اُس کو بنوادیتا ہے......‘‘۔

یہاں مَیں بعض باتیں مختصر کررہا ہوں کیونکہ یہ خطبہ کافی لمبا تھا۔تو فرمایا کہ ’’......اب گو ہمارے یقین کے مطابق خدا نے ہی اس امیر آدمی کے دل میں یہ تحریک پیدا کی ہوگی کہ وہ اُسے کپڑے بنوادے مگر جو کامل الایمان نہیں ہوتا وہ سمجھتا ہے کہ میرے اضطرار کی حالت میں فلاں آدمی کام آیا ہے۔مگر وہی آدمی جس نے اُسے کپڑوں کا جوڑا بنوا کر دیا تھا جب یہ ایسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے کہ اُس کے لئے کھانا پینا حرام ہوجاتا ہے، پانی تک اُسے ہضم نہیں ہوتا، تمام جسم کی صحت کی حالت خراب ہوجاتی ہے، چل پھر بھی نہیں سکتا تو ایسی حالت میں وہ امیر آدمی اُس کی مدد نہیں کرسکتا بلکہ اگر کوئی اچھا طبیب (ڈاکٹر ہو) اچھا لائق اور رحمدل ہوتا ہے اور وہ اُسے اس حالت میں دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ تمہیں علاج پر روپیہ خرچ کرنے کی توفیق نہیں، میں تمہیں مفت دوائی دینے کے لئے تیار ہوں......‘‘۔فرمایا کہ اس اضطرار کی حالت میں امیر اُس کے کام نہیں آیا بلکہ طبیب اُس کے کام آیا۔’’......پھر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اُس پر کوئی مقدمہ بن جاتا ہے وہ بے گناہ ہوتا ہے، اُس کا دشمن زبردست ہوتا ہے اوروہ کسی وجہ سے ناراض ہوکر کسی مقدمہ میں ماخوذ کرا کے عدالت تک پہنچاتا ہے۔اب اُسے نہ وکیل کرنے کی توفیق ہے، نہ خود اُسے مقدمہ لڑنے کی قابلیت ہے اوروہ حیران ہوتا ہے کہ کیا کرے۔آخر کوئی رحمدل وکیل اُسے مل جاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ مَیں بغیر فیس کے تمہاری وکالت کرنے کے لئے تیار ہوں۔اب اس موقع پر اور کوئی کام نہیں آیا، صرف وکیل اُس کے کام آیا۔

پھر اسی طرح ایک زمیندار کی مثال دی ہے۔ پھر آگے فرماتے ہیں کہ ’’......ایک ہی انسان کے مختلف اضطراروں میں مختلف لوگ اُس کے کام آسکتے ہیں۔لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (-) (سورۃ النمل آیت:63)۔مطلق مُضطر جس کے لئے کوئی شرط نہیں کہ وہ کس قسم کا مُضطر ہو، خواہ وہ بھوکا ہو، ننگا ہو، پیاسا ہو، بیمار ہو، بوجھ اُٹھائے جارہا ہو، کسی قسم کا اضطرار ہو، اُس کی ساری ضرورتوں کو پورا کرنے والی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے......‘‘۔

کچھ حصہ میں چھوڑ رہا ہوں۔پھر فرمایا کہ ’’......ہر قسم کے مُضطرین کی ضرورتیں پوری کرنے والی خدا کی ہی ذات ہوتی ہے۔انسان کے اضطرار کی ہزاروں حالتیں ہوتی ہیں۔ بھلا ان حالتوں میں تو کوئی بادشاہ بھی کسی کے کام نہیں آسکتا۔فرض کرو ایک شخص سخت بیمار ہے۔اب بادشاہ کا خزانہ اُس کے کام نہیں آسکتا۔بادشاہ کی فوجیں اُس کے کام نہیں آسکتیں۔بادشاہ کا قُرب اُس کے کام نہیں آسکتا۔اُس کے کام تو اللہ تعالیٰ ہی آسکتا ہے جو ہر قسم کی بیماریوں کو دُور کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔یا ایک جنگل میں گزرنے والا شخص جس پر بھیڑیا یا شیر اچانک جھپٹ کر حملہ کردیتا ہے، وہ چاہے بادشاہ کا کتنا ہی منہ چڑھا ہو یا بادشاہ کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو، بادشاہ اُس کے کیا کام آسکتا ہے؟......فرمایا......جنگل میں وہ تن تنہا جارہا ہوتا ہے کہ شیر چیتا یا بھیڑیا اُس کے سامنے آجاتا ہے۔ایسی حالت میں وہاں اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو کام آتی ہے۔کوئی انسان کام نہیں آسکتا۔تو جب تک انسان کے اندر یہ یقین پیدا نہ ہو کہ ہر قسم کے اضطراب کی حالت میں اللہ تعالیٰ ہی کام آتا ہے اُس وقت تک وہ مُضطر نہیں کہلا سکتا......۔

یہ اُس زمانے کی بات ہے جب انڈیا پاکستان اکٹھے تھے اور ہندوستان پر برطانیہ کی حکومت تھی۔ اُس کی ایک مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’......انگریزوں کے ماتحت ہی ہندوستان میں کئی بزدل قومیں ہیں، مگر انگریز اُن کو بہادر نہیں بنا سکے۔صرف اتنا کہہ دیا کہ اُنہیں فوج میں بھرتی نہ کیا جائے۔گویا بجائے اس کے کہ وہ اُن کی ترقی کا باعث بنتے، انہوں نے اُن کو اسی بزدلی کے گڑھے میں گرائے رکھا جس میں وہ پہلے گرے ہوئے تھے۔لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھو، اُس کے ساتھ تعلق رکھنے سے بڑے بڑے بزدل، بہادر بن جاتے ہیں اور بڑی بڑی غیر منظّم قومیں، منظّم ہوجاتی ہیں......‘‘فرمایا کہ ’’......خدا جن قوموں کو ترقی دیتا ہے اُن کی کایا پلٹ کر رکھ دیتا ہے اوراُن کے دل بالکل بدل جاتے ہیں۔اُن کی کمزوری اور بزدلی جاتی رہتی ہے اوراُن کے اندر ایسی طاقت اور قوت آجاتی ہے کہ دنیا حیران رہ جاتی ہے......‘‘۔اب مسلمان کی مثال دی کہ ’’مسلمانوں کو ہی دیکھ لو۔عرب ایک ایسا ملک تھا جس کے باشندے کسی ایک بادشاہ کے ماتحت رہنا اور باقاعدہ کسی نظام کے ماتحت آنا گوارا نہیں کیا کرتے تھے بلکہ قبائل کے سردار عوام سے مشورہ لے کر کام کرتے تھے اور ہر قبیلہ اپنی اپنی جگہ آزاد سمجھا جاتا تھا مگر اُن کی اتنی حیثیت بھی نہ تھی جتنی آجکل چھوٹی سے چھوٹی ریاستوں کی ہوتی ہے۔کوئی قبیلہ ہزار افراد پر مشتمل تھا، کوئی قبیلہ دو ہزار افراد پر مشتمل تھا، کوئی قبیلہ تین ہزار افراد پر مشتمل تھا۔......مکہ کی آبادی بھی اُس وقت صرف دس پندرہ ہزار تھی (جس میں کئی قبائل تھے)۔پھر اُن میں کوئی نظام نہ تھا۔اُن کے پاس کوئی خزانہ نہ تھا، کوئی سپاہی نہ تھا، کوئی ایسا محکمہ نہ تھا جس کے ماتحت باقاعدہ فوجیں رکھی جاتی ہوں اور سپاہی بھرتی کئے جاتے ہوں......غرض وہ ایک ایسی قوم تھی جو بالکل بے راہ رَو تھی۔کوئی طریقہ اور کوئی صحیح نظام اُن میں نہیں پایا جاتا تھا۔ایسی حالت میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا مگر بہت ہی

تھوڑے لوگ آپ پر ایمان لائے۔ محققین کے نزدیک ساری مکّی زندگی میں جو لوگ مکّہ میں اسلام لائے، اُن کی تعداد سو کے قریب بنتی ہے۔ غرض یہ تھوڑے سے آدمی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ مکّہ کے لوگ اول تو خود ہی دنیاوی لحاظ سے نہایت حقیر تھے اور ان میں کوئی طاقت وقوت نہ تھی۔ (گو ویسے جنگجو تھے۔ اپنے قبیلہ کے رَکھ رکھاؤ رکھنے والے تھے لیکن دنیاوی لحاظ سے تو کوئی طاقت نہیں تھی۔) پھر اُن کمزور لوگوں میں سے بھی ایسے لوگ اسلام میں داخل ہوئے جو مکّہ والوں کی نگاہ میں بھی کمزور سمجھے جاتے تھے۔ مگر پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں کتنی بہادری پیدا کر دی اور بے نظامی کی جگہ کیسی اعلیٰ درجہ کی تنظیم کا نظارہ نظر آنے لگا۔ یہی مکّہ کے لوگ یا عرب کے باشندے کسی کی بات ماننا گوارا نہیں کیا کرتے تھے۔ یعنی اطاعت جو دنیا میں مہذب قوموں کا شعار سمجھا جاتا ہے وہ ان کے نزدیک سخت ذلت کی بات تھی۔‘‘

پھر عرب کا ایک پرانا قصہ مشہور ہے اُس کی مثال دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

دیکھو’’ عربی ادب کی کتب میں لکھا ہے کہ عرب میں ایک بادشاہ عمرو بن ہند تھا۔ اُس نے ایک علاقے پر جو شام اور عراق کی طرف تھا، حکومت قائم کی اور عرب کے لحاظ سے اس قدر شوکت حاصل کر لی کہ اُسے خیال پیدا ہوا کہ سارا عرب میری بات مانتا ہے۔ ایک دن درباریوں سے اُس نے بات کرتے ہوئے کہا۔ کیا عرب میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جو میری بات ماننے سے انکار کر سکے ......انہوں نے کہا کہ ایک شخص عمرو بن کلثوم ہے جو اپنے قبیلے کا سردار ہے۔ ہمارے خیال میں وہ ایسا شخص ہے جو آپ کی اطاعت نہیں کرے گا۔ اُس نے کہا بہت اچھا۔ میں اس کی تصدیق کرنے کے لئے اُسے بلواتا ہوں۔ چنانچہ بادشاہ نے عمرو بن کلثوم کو دعوت دی اور اُسے خط لکھا کہ آپ یہاں تشریف لائیں۔ آپ سے ملنے کو جی چاہتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے قبیلے کے کچھ لوگوں کو لے کر آ گیا جیسے عرب کا دستور تھا۔ بادشاہ اُس وقت کسی جگہ خیموں میں ٹھہرا ہوا تھا۔ وہیں اُس نے آ کر اپنے خیمے لگا دیئے۔ اُس بادشاہ نے عمرو بن کلثوم کو یہ بھی لکھا تھا کہ اپنی والدہ اور دوسرے عزیزوں کو بھی لیتے آنا۔ چنانچہ وہ اس کے مطابق اپنی والدہ کو بھی لے آیا۔ عمرو بن ہند نے یعنی بادشاہ نے اپنی والدہ سے کہا۔ کام کرتے کرتے عمرو بن کلثوم کی ماں سے کوئی چھوٹا سا کام لے کر دیکھنا تا پتہ لگ سکے کہ ان لوگوں کی کیا حالت ہے۔ چنانچہ جب وہ کھانا کھانے بیٹھے تو عرب کے دستور کے مطابق گو وہ بادشاہ کہلاتا تھا مگر اُس کی ماں خود کھانا برتانے میں بیٹھ گئی۔ اپنے بیٹے کے لئے بھی اور عمرو بن کلثوم کیلئے بھی۔ گویا عمرو بن ہند کی والدہ (بادشاہ کی والدہ) اُس وقت عملاً عمرو بن کلثوم اور اُس کے دوسرے عزیزوں کا کام کر رہی تھی۔ پس ایسے وقت میں عمرو بن کلثوم کی ماں کا کسی کام میں ہاتھ بٹانا ہرگز اُس کی ہتک کا موجب نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ جب بادشاہ کی ماں خود ایک کام کر رہی تھی تو اسی کام میں عمرو بن کلثوم کی ماں کا ہاتھ بٹانا ہرگز کوئی ایسی بات نہیں تھی جو اُس کی شان اور عزت کے منافی ہوتی۔ مگر واقعہ کیا ہوتا ہے، کھانا برتاتے وقت ایک تھال کچھ فاصلے پر پڑا تھا۔ عمرو بن ہند کی والدہ کھانا برتاتے برتاتے اُسے کہنے لگی کہ بی بی ذرا وہ تھال تو سرکا کر ادھر کر دینا۔ اُسے یہ بھی جرأت نہ ہوئی کہ اس سے زیادہ اُس سے کام لے سکے، کام کرنے کے لئے کہے۔ مگر تاریخوں میں لکھا ہے کہ جونہی بادشاہ کی ماں نے اُس کی اُس عرب قبیلہ کے سردار عمرو بن کلثوم کی والدہ سے یہ بات کہی وہ کھڑی ہوگئی۔ (قبیلہ کے سردار کی ماں کھڑی ہوگئی) اور اُس نے زور سے پکارنا شروع کر دیا کہ او ابن کلثوم! تمہاری ماں کی ہتک ہوگئی ہے۔ عمرو بن کلثوم اُس وقت بادشاہ کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا اور کھانا کھانے کی وجہ سے اُس نے اپنی تلوار ایک طرف لٹکائی ہوئی تھی مگر جونہی اُس نے اپنی ماں کی آواز کو سنا، اُس نے اپنی ماں سے جا کر یہ نہیں پوچھا کہ تمہاری کیا ہتک ہوئی ہے۔ وہ گھبرا کر کھڑا ہو گیا اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگ گیا۔ خیمہ میں بادشاہ کی تلوار لٹک رہی تھی۔ اُس نے اُچک کر تلوار کو میان سے نکالا اور بادشاہ کو قتل کر دیا اور باہر نکل کر اُس نے اپنے قبیلے والوں سے کہا کہ بادشاہ کا سب مال ومتاع لوٹ لو۔‘‘

’’......تو عرب لوگ کسی کی اطاعت برداشت نہیں کر سکتے تھے......لیکن پھر انہی عربوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کس طرح اللہ تعالیٰ نے اُن کے دل بدل ڈالے۔ اُنہی عربوں میں سے ایک سمجھدار اور پڑھے لکھے اور اپنی قوم کے معزز فرد حضرت عبداللہ بن مسعود گلی میں سے گزر رہے تھے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں وعظ فرما رہے تھے۔ وہ اسی وعظ کو سننے کے لئے مسجد کی طرف جا رہے تھے۔ وہاں مسجد میں کسی وجہ سے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو فرمایا کہ لوگ بیٹھ جائیں تو آپ کیونکہ رستہ میں تھے، جا رہے تھے، آپ نے آواز سنی، آپ بھی بیٹھ گئے اور بچوں کی طرح گھسٹ گھسٹ کر انہوں نے مسجد کی طرف جانا شروع کر دیا۔ کوئی دوست جو پاس سے گزرا اُس نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود! یہ تم نے کیا مضحکہ خیز حرکت شروع کر دی ہے کہ زمین پر بیٹھے بیٹھے چل رہے ہو۔ سیدھی طرح کیوں نہیں چلتے۔ انہوں نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ مجھے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز آئی تھی کہ بیٹھ جاؤ۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ مجھے کیا پتہ کہ مَیں وہاں تک زندہ پہنچوں یا نہ پہنچوں۔ ایسا نہ ہو میرا خاتمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی میں ہو۔ اس لئے میں یہیں بیٹھ گیا اور میں نے بیٹھے بیٹھے مسجد کی طرف جانا شروع کر دیا۔ اب ذرا مقابلہ کرو، اس واقعہ کا، عمرو بن کلثوم کے واقعہ سے کہ ایک بادشاہ کی دعوت پر وہ جاتا ہے اور اُس کی ماں کو بادشاہ کی ماں کوئی بڑا کام نہیں بتاتی بلکہ وہ کام بتاتی ہے جو وہ خود کر رہی ہوتی ہے اور اپنے بیٹے سے کم درجہ رکھنے والے شخص کے لئے کر رہی ہے۔ پھر وہ کام کوئی بہت بڑا کام بھی نہیں بلکہ جو کچھ کر رہی تھی اُس میں سے بھی ایک نہایت معمولی اور چھوٹا سا کام کرنے کے لئے اُسے کہتی ہے۔ مگر اُس کی طبیعت اس بات کو برداشت نہیں کر سکتی۔ اور اِدھر وہ بات کہتی ہے اُدھر وہ شور مچانے لگ جاتی ہے کہ میری ہتک ہوگئی۔ مگر اسی گروہ کا ایک فرد گلی میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنتا ہے اور گلی میں سن کر ہی بیٹھ جاتا ہے اور ایسی حرکت کرتا ہے جو دنیا میں عام طور پر ذلیل سمجھی جاتی ہے۔‘‘

پھر لکھتے ہیں کہ’’ تم یقیناً اسے پاگل سمجھو گے مگر صحابہ کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنے آپ کو پاگل ہی بنا بیٹھے تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔‘‘

پھر آگے مصلح موعود لکھتے ہیں کہ’’ پھر مدینہ کے لوگ لڑائی کے کام میں نہایت ادنیٰ اور ذلیل سمجھے جاتے تھے۔ جیسے ہمارے ملک میں بعض قومیں لڑائی کے فن کی اہل نہیں سمجھی جاتیں۔ ...... مدینہ کے لوگ بیشک مالدار تھے اور وہ اچھے زمیندار تھے مگر جیسے ہمارے ملک میں بعض قومیں بعض پیشوں کی وجہ سے ذلیل سمجھی جاتی ہیں اسی طرح وہ ذلیل سمجھے جاتے تھے کیونکہ وہ کھیتی باڑی کرتے تھے اور کھیتی باڑی کو عرب لوگ پسند نہیں کرتے تھے۔ عرب لوگ اس بات پر ناز کرتے تھے کہ اُن کے پاس اتنے گھوڑے ہیں، اتنے اونٹ ہیں، وہ اس طرح ڈاکے مارتے ہیں اور اس اس طرح لوگوں پر حملے کرتے ہیں۔ مگر مدینہ کے لوگ ایک گاؤں میں بستے اور کھیتی باڑی کیا کرتے تھے۔ وہ نہ ڈاکہ مارتے تھے، نہ اونٹ اور گھوڑے کثرت سے رکھ سکتے تھے، کیونکہ اگر وہ اونٹ اور گھوڑے رکھتے تو انہیں کھلاتے کہاں سے۔ اس لئے وہ دوسرے عربوں کی نگاہ میں نسبتاً ادنیٰ سمجھے جاتے تھے۔ عرب کے لوگ تو اُن کے متعلق کہا کرتے تھے کہ وہ تو سبزی ترکاری بونے والے ہیں۔ ......اس میں کیا شبہ ہے کہ جو لوگ تَرَفُّہ میں پڑ جائیں (یعنی آسودگی وغیرہ میں پڑ جائیں) باغات بنا لیں، کھیتی باڑی میں مشغول ہو جائیں اور مال ودولت جمع کرنے میں لگ جائیں۔ اُنہوں نے کیا لڑنا ہے اور وہ تو کئی پُشتوں سے نسلاً بعد نسلٍ یہی کام کرتے چلے آ رہے تھے اس لئے وہ لڑائی کے قابل نہیں سمجھے جاتے تھے۔‘‘ پھر فرماتے ہیں کہ’’......عرب کی نگاہ میں مدینہ کے لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے اور حقارت سے وہ اُن کے متعلق کہا کرتے تھے کہ یہ تو کھیتی باڑی کرنے والے لوگ ہیں مگر انہی لوگوں کو دیکھو کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے بعد ان میں کتنا عظیم الشان فرق پیدا ہو گیا کہ وہی سبزی ترکاری بونے اور کھیتی باڑی کرنے والے لوگ دنیا کے بہترین سپاہی بن گئے۔ بدر کے موقع پر مکہ کے بڑے بڑے سردار جمع تھے اور وہ خیال کرتے تھے کہ آج مسلمانوں کا خاتمہ کر دیں گے۔ اُس دن ایک ہزار تجربہ کار سپاہی جو بیسیوں لڑائیاں دیکھ چکا تھا اور جن کا دن رات کا شغل لڑائیوں میں شامل ہونا اور دشمنوں پر تلوار چلانا تھا، مسلمانوں کے مقابلے میں صف آراء تھا اور مسلمان صرف تین سو تیرہ تھے۔ بعض تاریخوں میں لکھا ہے کہ ان تین سو تیرہ مسلمانوں میں سے بعض کے پاس تلواریں تک نہ تھیں اور وہ لاٹھیاں لے کر آئے ہوئے تھے۔ ایسی بے سروسامانی کی حالت میں جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے لئے چلے تو دو انصاری لڑکے بھی بضد ہو گئے کہ ہم نے بھی ساتھ چلنا ہے۔ آخر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو ساتھ چلنے کی اجازت دے دی......۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف جو نہایت ہی بہادر اور تجربہ کار سپاہی تھے، کہتے ہیں کہ اُس دن ہمارے دلوں کے ولولے کوئی شخص نہیں جان سکتا۔ ہم سمجھتے تھے کہ آج جبکہ خدا نے ہمیں لڑنے کی اجازت دے دی ہے، ہم مکّہ والوں سے ان مظالم کا بدلہ لیں گے جو انہوں نے ہم پر کئے۔ مگر کہتے ہیں کہ اچھا سپاہی تبھی اچھا لڑ سکتا ہے جب اس کا دایاں اور بایاں پہلو مضبوط ہو۔ (وہاں بھی کوئی اچھے لڑنے والے موجود ہوں۔) جب وہ حملہ کرے اور دشمنوں کی صفوں میں گھس جائے تو وہ دونوں اس کی پشت کو دشمنوں کے حملے سے محفوظ رکھیں۔ ...... اس لئے بہادر سپاہی ہمیشہ درمیان میں کھڑے کئے جاتے ہیں تا اُن کے دائیں بائیں حفاظت کا خاص سامان رہے اور جب وہ دشمن کی صف کو چیر کر آگے بڑھیں تو اُن کی پیٹھ کی حفاظت ہوتی رہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ میں نے اسی خیال کے ماتحت اپنے دائیں بائیں دیکھا کہ

دیکھوں میرے دائیں بائیں کون ہے؟ کہتے ہیں میری جونظر پڑی تو میں نے دیکھا وہی دوانصاری لڑکے پندرہ پندرہ سال کی عمر کے میرے دائیں بائیں کھڑے تھے۔...... اول تو یہ مدینہ کے رہنے والے ہیں۔......(کہتے ہیں مجھے خیال ہوا، دل بیٹھ گیا۔)...... جہاں کے لوگ لڑائی کے فن سے نا آشنا ہیں۔ پھر یہ پندرہ پندرہ سال کے لڑکے ہیں۔ انہوں نے میری کیا حفاظت کرنی ہے۔ تو آج میرے دل کے جوش کی جو حالت ہے وہ دل میں ہی رہے گی اور میں اپنی حسرت نہیں نکال سکوں گا۔

بہرحال اس کا خلاصہ بیان کر دیتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ یہ خیال ابھی میرے دل میں آ رہا تھا کہ مجھے دائیں طرف سے میرے پہلو میں کہنی لگی میں نے مڑ کر اُس لڑکے کی طرف دیکھا کہ وہ مجھے کیا کہنا چاہتا ہے۔ وہ اپنا منہ میرے کان کے قریب لایا اور اُس نے آہستگی سے مجھے کہا کہ چچا وہ ابوجہل کونسا ہے جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دُکھ دیا کرتا تھا۔ میرا دل چاہتا ہے آج اُس سے بدلہ لوں۔ ابھی کہتے ہیں مَیں نے اُس کا جواب دینا ہی تھا تو دوسری طرف سے مجھے ایک کُہنی لگی اور اُس نے بھی میرے کان کے قریب اپنا منہ لا کر کہا کہ چچا وہ ابوجہل کونسا ہے جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دُکھ دیا کرتا تھا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ آج اُس سے بدلہ لوں۔ آپ کہتے ہیں کہ میرے دل میں یہ خیال نہیں آیا کہ ابوجہل جو سردار ہے اور لشکر کے درمیان میں ہے اس کے بڑے کُہنہ مشق، جنگجو قسم کے لوگ اُس کے ساتھ کھڑے ہوں گے کہ اُس تک مَیں پہنچوں اور قتل کروں۔ لیکن ان بچوں کو یہ خیال آ گیا۔ بہرحال کہتے ہیں میں نے اشارہ کیا اور دونوں بچوں کی خواہش تھی کہ میں ہی اس نعمت کو بجا لاؤں یعنی یہ انعام مجھے ہی ملے کہ میں ابوجہل کو قتل کرنے والا بنوں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی تو یہ حالت تھی کہ وہ پریشان تھے مگر ان کو یہ پتہ نہیں تھا کہ ان دونوں کے دلوں میں ایمان نے ایک ہی جذبہ پیدا کر رکھا تھا۔'' عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ ان دونوں کے سوال سے میرے دل پر حیرت طاری ہوگئی اور مجھے اُن کے ایمان کو دیکھ کر بہت ہی تعجب ہوا۔ چنانچہ میں نے انگلی اُٹھا کر یہ بتانے کے لئے کہ تمہارا خیال کیسا ناممکن ہے، کہا کہ وہ قلبِ لشکر میں (یعنی بالکل درمیان میں) جو شخص گھوڑے پر سوار ہے اور سر سے پیر تک مسلح ہے اور جس کے آگے دو جرنیل ننگی تلواریں لے کر پہرہ دے رہے ہیں، وہ ابوجہل ہے۔ اس وقت ابوجہل کے سامنے ایک تو عکرمہ ننگی تلوار لے کر پہرہ دے رہا تھا اور ایک اور مشہور جرنیل تھا۔'' کہتے ہیں اور عکرمہ بھی کوئی معمولی انسان نہیں تھا بلکہ اُس وقت دنیا کے بہترین سپاہیوں میں سے تھا اور وہ دونوں اُس وقت ننگی تلواریں لے کر ابوجہل کے سامنے کھڑے تھے۔ غرض عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ میں نے انگلی اُٹھا کر اُنہیں بتایا کہ ابوجہل کونسا ہے۔ میری غرض یہ تھی کہ اُنہیں معلوم ہو جائے، ان کا خیال کیسا ناممکن ہے۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ ابھی میری انگلی نیچے نہیں آئی تھی، جس طرح باز چڑیا پر حملہ کرتا ہے، اسی طرح انہوں نے یکدم حملہ کر دیا اور پیشتر اس کے کہ کفار کے لشکر کو ہوش آئے کہ یہ ہو کیا گیا ہے، انہوں نے ابوجہل کو زخمی کر کے نیچے گرا دیا۔ ان میں سے ایک کا ہاتھ کٹ گیا تو وہ کٹے ہوئے ہاتھ کو الگ پھینک کر پھر آگے بڑھا اور دونوں نے ابوجہل کو زخمی کر کے نیچے گرا دیا اور اس طرح ...... بدر کی جنگ بے جرنیل کے لڑی گئی۔''

فرمایا کہ ''دیکھو وہ قوم جو اتنی ذلیل سمجھی جاتی تھی کہ اس کے افراد کو لڑائی کے قابل ہی خیال نہیں کیا جاتا تھا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے طفیل اُن میں کتنا تغیر پیدا ہوا کہ ابوجہل مرتا ہے تو اس حسرت کے ساتھ کہ مجھے مدینہ کے دو لڑکوں نے مارا۔ وہ کہتا ہے مرنے کی پرواہ نہیں، سپاہی لڑائی میں مرا ہی کرتے ہیں۔ مجھے حسرت اور افسوس ہے تو یہ کہ مدینہ کے دو لڑکوں نے مجھے مارا۔ گویا وہ لوگ جنہیں عرب سپاہی تک نہیں سمجھتے تھے جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو خدا جس کے قبضہ میں دل ہیں اور جو کمزور کو قوی بنانے کی طاقت رکھتا ہے، اُس نے اُن کو ایسا بہادر اور جری بنا دیا کہ ایک تجربہ کار جرنیل جس بات کو ناممکن سمجھتا تھا، خدا نے وہ کام اُس قوم کے دو بچوں کے ہاتھ سے کروا دیا۔

پھر عرب لوگوں کے اندر اس قدر غیرت ہوا کرتی تھی کہ وہ غیرت میں اپنی ہر چیز کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں، مگر دیکھو پھر کس طرح خدا نے اُن کے دل بدل ڈالے اور ان کے دلوں سے جھوٹی غیرت کا احساس تک جاتا رہا''۔ اور پھر آپ نے اس شخص کا واقعہ بیان فرمایا جو ایک لڑکی سے شادی کرنا چاہتا تھا اور اُس کے باپ کے پاس گیا۔ اُس نے کہا کہ مجھے لڑکی دکھا دو۔ اُس نے کہا نہیں۔ لڑکی مَیں نہیں دکھا سکتا۔'' وہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! میں ایک لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں مگر اُس کا باپ لڑکی کی شکل مجھے نہیں دکھاتا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ غلطی کرتا ہے، اُسے لڑکی دکھا دینی چاہئے۔ وہ پھر اُس کے پاس پہنچا اور کہنے لگا تم نے انکار کیا تھا اور کہا تھا مَیں لڑکی نہیں دکھاتا۔ میں نے اس بارے میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ نکاح کے موقع پر لڑکی کو دیکھ لینا جائز ہے۔ باپ کہنے لگا جائز ہوگا مگر مَیں تمہیں نہیں دکھاتا۔ (اپنی غیرت دکھائی اُس نے۔) تم کسی اور جگہ رشتہ کر لو۔ لڑکی اندر بیٹھی ہوئی یہ باتیں سن رہی تھی۔ جونہی اُس نے یہ بات سنی وہ فوراً ننگے منہ باہر نکل آئی اور کہنے لگی کہ باپ! آپ کیا کہتے ہیں۔ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ لڑکی کو نکاح سے قبل دیکھ لینا جائز ہے تو آپ کو اس سے کیا انکار ہو سکتا ہے۔ پھر وہ اس نوجوان سے کہنے لگی۔ لو میں تمہارے سامنے کھڑی ہوں مجھے دیکھ لو۔ اُس نوجوان نے کہا مجھے دیکھنے کی ضرورت نہیں، مجھے ایسی ہی لڑکی پسند ہے جو خدا اور اُس کے رسول کی ایسی فرمانبردار ہے۔ تو دیکھو کس طرح اہلِ عرب کے قلوب کو بظاہر دنیاوی عزتیں قربان کرنے کیلئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کر دیا کہ اُن کے مدّنظر سوائے اس کے اور کوئی بات نہ رہی کہ خدا اور اُس کے رسول کا کیا حکم ہے۔ تو قلوب کو دنیا کی کوئی حکومت نہیں بدل سکتی۔ قلوب کو اللہ تعالیٰ ہی بدلتا ہے۔ بزدل بہادر بن جاتے ہیں خدا کے حکم کے ماتحت۔ اور بہادر بزدل بن جاتے ہیں خدا کے حکم کے ماتحت۔ کنجوس سخی بن جاتے ہیں خدا کے حکم کے ماتحت اور سخی کنجوس بن جاتے ہیں خدا کے حکم کے ماتحت۔ جاہل عالم بن جاتے ہیں خدا کے حکم کے ماتحت اور عالم جاہل بن جاتے ہیں خدا کے حکم کے ماتحت۔ جب خدا کسی قوم کے متعلق حکم دیتا ہے کہ اُس کو مٹا ڈالو تو اُس کے عالم جاہل ہو جاتے ہیں، اُس کے بہادر بزدل ہو جاتے ہیں، اُس کے سخی کنجوس ہو جاتے ہیں اور اُس کے طاقتور کمزور ہو جاتے ہیں۔ مگر جب خدا کسی قوم کے متعلق فیصلہ کرتا ہے کہ اُسے بڑھایا جائے تو اُس کے کمزور بہادر بن جاتے ہیں، اُس کے جاہل عالم بن جاتے ہیں، اُس کے بخیل سخی بن جاتے ہیں اور اُس کے بیوقوف عقلمند بن جاتے ہیں۔ ہم نے اپنی زندگیوں میں اس قسم کی کئی مثالیں دیکھی ہیں''۔

فرماتے ہیں کہ ''احمدیوں میں بھی ہم نے دیکھا ہے کہ ایک شخص اخلاص کے ساتھ احمدی ہوتا ہے، وہ اَن پڑھ اور جاہل ہوتا ہے مگر احمدی ہوتے ہی اُس کی زبان اس طرح کھل جاتی ہے کہ بڑے بڑے مولوی اُس کے ساتھ بات کرنے سے گھبرانے اور کترانے لگ جاتے ہیں۔ مگر ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ بعض علم والے آدمی ہماری جماعت میں داخل ہوتے ہیں مگر چونکہ اُن کے دلوں میں احمدیت کے متعلق اخلاص نہیں ہوتا، اس لئے وہ اسی طرح جاہل رہتے ہیں جس طرح غیر احمدی ہونے کی حالت میں علمِ دین سے جاہل ہوا کرتے تھے۔ جس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ہمارا علم ذاتی نہیں بلکہ خدا کا دیا ہوا علم ہے۔ ہماری بہادری اپنی نہیں بلکہ خدا کی دی ہوئی بہادری ہے۔ ہماری قربانیاں اپنی نہیں بلکہ خدا کی دی ہوئی توفیق کا نتیجہ ہیں۔ اگر وہ خدا کی دی ہوئی بہادری نہ ہوتی، اگر وہ خدا کا دیا ہوا علم نہ ہوتا، اگر وہ خدا کی دی ہوئی جرأت نہ ہوتی تو اس کا اخلاص سے کیا تعلق ہوتا۔ پھر تو عادات سے اور محنت سے اور ذاتی جدوجہد اور کوشش سے ہی اُس کا تعلق ہوتا۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ جو دنیاوی لحاظ سے ان باتوں سے بالکل نابلد ہوتے ہیں مگر ان کے دلوں میں اخلاص ہوتا ہے''۔

پھر آپ نے مثال دی ہے اس کا خلاصہ بیان کر دیتا ہوں۔ پِیرا ایک شخص ہوا کرتا تھا جو حضرت مسیح موعود کا خادم تھا۔ بڑی موٹی عقل کا آدمی تھا۔ سمجھ نہیں سکتا تھا کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ حضرت مسیح موعود سے اُس کا ذاتی لگاؤ تھا۔ وہ بیمار تھا۔ اُس کے والدین اُس کو علاج کرانے کے لئے حضرت مسیح موعود کے پاس چھوڑ گئے تھے۔ حضرت مسیح موعود نے اُس کا علاج کیا۔ ٹھیک ہو گیا اور وہ ڈیوڑھی پر پڑا رہتا تھا۔ اُس کے رشتہ دار جب واپس لینے کے لئے آئے تو اُس نے کہا نہیں۔ اب جس نے میرا علاج کیا تھا مَیں تو اُس کے پاس ہی رہوں گا۔ تمہارے ساتھ نہیں جاتا۔ وہاں حضرت مسیح موعود کی ڈیوڑھی میں بیٹھا رہتا تھا۔ پیغام لانا، پیغام رسانی کرنا، مہمانوں کو کھانا پہنچانا، یہ کام تھا لیکن نمازیں نہیں پڑھتا تھا۔ حضرت خلیفہ اول نے کہا کہ یہاں بیٹھا رہتا ہے۔ بعض لوگوں کے لئے ٹھوکر کا موجب نہ بن جائے کہ نمازیں نہیں پڑھتا۔ اُسے کہا کہ نماز پڑھا کرو۔ خیر اُس کو بڑا سمجھایا سمجھوایا، اس کو لالچ بھی شاید دیا۔ ایک دن وہ پانچوں نمازیں پڑھنے کے لئے چلا گیا۔ اس عرصے میں جب وہ صاحب (بیت) میں نماز پڑھ رہے تھے تو اندر سے جو خاتون مہمانوں کے لئے کھانا لے کے آئیں، اس نے آوازیں دیں۔ آواز نہیں پہنچی تو زور سے آواز دی کہ کھانا لے کے جاؤ۔ نہیں تو مَیں تمہاری شکایت کروں گی۔ اُس وقت نماز ہو رہی تھی۔ ''التحیات'' پر بیٹھے ہوئے تھے۔ تشہد میں سارے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے جب اونچی آواز دی تو پیرا صاحب کو پہنچ گئی، تو انہوں نے وہیں (بیت) سے بیٹھے بیٹھے آواز دی کہ ''ٹھہر جا التحیات پڑھ لَوا ں تے آنداں واں۔'' تو یہ اُن کی دماغی حالت کی حالت تھی۔ لیکن حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اُس وقت قادیان میں پوسٹ آفس نہیں ہوتا تھا، نہ ریل تھی، تارگھر وغیرہ کچھ نہیں تھا اور سٹیشن بھی نہیں تھا۔ جو لوگ بٹالہ میں سٹیشن پر اترتے تھے تو مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب وہاں جا کے لوگوں کو ورغلایا کرتے تھے کہ

قادیان نہ جاؤ۔تمہارا ایمان خراب ہو جائے گا۔ایک دن اُن کو سارا دن سٹیشن پر پھرنے سے اور کوئی شکار نہیں ملا۔پیرا کو کسی کام سے کوئی بلٹی چھڑانے کے لئے، تار دینے کے لئے وہاں بھیجا گیا تھا تو انہوں نے اُس کو پکڑ لیا۔ وہ کہنے لگے کہ پیرے! تیرا تو ایمان خراب ہو گیا۔مرزا صاحب کافر اور دجال ہیں نعوذ باللہ۔تو اپنی عاقبت اُن کے پیچھے لگ کر کیوں خراب کرتا ہے۔ پیرا ان کی باتیں سنتا رہا۔ جب ساری باتیں کر لیں تو پھر پیرے سے پوچھا کہ بتاؤ میری باتیں کیسی ہیں؟ پیرا کہنے لگا مولوی صاحب! میں تو اَن پڑھ اور جاہل ہوں۔ مجھے نہ علم ہے اور نہ مسئلے سمجھ سکتا ہوں۔لیکن ایک بات ہے جو مَیں آپ کی سمجھتا ہوں اور وہ یہ کہ میں سالہا سال سے بلٹیاں لینے اور تاریں دینے کے لئے یہاں آتا ہوں اور مَیں دیکھتا ہوں کہ آپ ہمیشہ سٹیشن پر آ کر لوگوں کو قادیان جانے سے منع کرتے ہیں۔آپ کی اب تک شاید اس کوشش میں کتنی ہی جوتیاں گِھس گئی ہوں گی مگر مولوی صاحب! پھر بھی آپ کی کوئی نہیں سنتا اور مرزا صاحب قادیان میں بیٹھے ہیں اور پھر بھی لوگ اُن کی طرف کھچے چلے جاتے ہیں۔آخر کوئی بات تو ہے جس کی وجہ سے یہ فرق ہے۔تو دیکھو یہ کیسا لطیف اور صحیح جواب ہے''۔اُس کو کوئی دلیل نہیں آتی تھی لیکن یہ قدرتی جواب تھا جو اللہ تعالیٰ نے پیرے کو سکھایا جس کی نماز کی حالت میں نے آپ کو بتائی۔

تو فرمایا'' تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں اور اپنے ساتھ تعلق رکھنے والوں کو بعض دفعہ ایسی باتیں سمجھا دیتا ہے کہ انسان کی عقل دنگ ہو جاتی ہے کیونکہ اُس کے پاس یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس سارے سامان ہیں اور جس چیز کی کمی ہو وہ اُس کے پاس موجود ہوتی ہے۔عقل کی کمی ہو تو وہ اُس کے پاس موجود ہے۔ جرأت کی کمی ہو تو وہ اُس کے پاس موجود ہے۔سخاوت کی کمی ہو تو وہ اُس کے پاس موجود ہے۔صحت کی کمی ہو تو وہ اُس کے پاس موجود ہے۔عزت کی کمی ہو تو وہ اُس کے پاس موجود ہے، مال کی کمی ہو تو وہ اُس کے پاس موجود ہے۔غرض ہر چیز کے خزانے اُس کے پاس موجود ہیں اور وہ اپنے بندوں کو ان خزانوں میں سے ایسے رنگ میں حصہ دیتا ہے کہ انسان حیران ہو جاتے ہیں......''۔

پھر فرماتے ہیں کہ یہیں قادیان میں ایک دفعہ پادری زویمر آیا جو دنیا کا مشہور ترین پادری ہے اور امریکہ کا رہنے والا تھا۔ وہاں ایک بہت بڑے تبلیغ رسالے کا ایڈیٹر بھی تھا اور یوں ساری دنیا کی عیسائی تبلیغی سوسائٹیوں میں نمایاں مقام رکھتا تھا۔اُس نے قادیان کا بھی ذکر سنا ہوا تھا۔ جب وہ ہندوستان میں آیا تو اور مقامات کو دیکھنے کے بعد وہ قادیان آیا۔اُس کے ساتھ ایک اور پادری گارڈن نامی بھی تھا۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم اُس وقت زندہ تھے۔ انہوں نے اُس وقت قادیان کے تمام مقامات دکھائے مگر پادری صاحب اپنی نیش زنی سے باز نہیں آ سکے۔اُن دنوں میں ابھی قادیان میں بھی ٹاؤن کمیٹی نہیں بنی تھی اور گلیوں میں بہت گند پڑا رہتا تھا۔ پادری زویمر باتوں باتوں میں ہنس کر کہنے لگا کہ ہم نے قادیان بھی دیکھ لیا اور نئے مسیح کے گاؤں کی صفائی بھی دیکھ لی۔ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اُسے ہنس کر کہنے لگے۔ پادری صاحب! ابھی پہلے مسیح کی حکومت ہندوستان پر ہے اور یہ اُس کی صفائی کا نمونہ ہے۔ نئے مسیح کی حکومت قائم نہیں ہوئی۔اس پر وہ شرمندہ ہوا۔

پھر حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھے پیغام بھیجا کہ ہم ملنا چاہتے ہیں۔طبیعت میری ٹھیک نہیں تھی بہرحال کہتے ہیں میں نے مل لیا۔ پادری زویمر کہنے لگے کہ میں ایک دو سوال کرنا چاہتا ہوں۔میں نے کہا فرمائیے۔ کہنے لگے اسلام کا عقیدہ تناسخ کے متعلق کیا ہے؟ آیا وہ اس مسئلہ کو مانتا ہے یا اس کا انکار کرتا ہے۔ جونہی اُس نے یہ سوال کیا۔ معاً اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈال دیا کہ اس کا سوال سے منشاء یہ ہے کہ تم جو مسیح موعود کو مسیح ناصری کا بروز اور اس کا مثیل کہتے ہو تو آیا اس سے یہ مطلب ہے کہ مسیح ناصری کی روح اُن میں آ گئی ہے۔اگر یہی مطلب ہے تو یہ تناسخ ہوا اور تناسخ کا عقیدہ قرآنِ کریم کے خلاف ہے۔ چنانچہ مَیں نے اُن سے ہنس کر کہا۔ پادری صاحب! آپ کو غلطی لگی ہے۔ہم یہ نہیں سمجھتے کہ مرزا صاحب میں مسیح ناصری کی روح آ گئی ہے بلکہ ہم ان معنوں میں آپ کو مسیح ناصری کا مثیل کہتے ہیں کہ آپ مسیح ناصری کے اخلاق اور روحانیت کے رنگ میں رنگین ہو کر آئے ہیں۔ میں نے جب یہ جواب دیا تو کہنے لگا کہ آپ کو کس نے بتایا کہ میرا یہ سوال ہے؟ (سوال تو indirect اور طرح تھا) بہرحال کہنے لگا کہ میرا منشاء یہی معلوم کرنا تھا کہ آپ کس طرح کہتے ہیں۔ پھر کہا کہ میں نے اُس سے کہا کہ تمہارا دوسرا سوال کیا ہے؟ کہنے لگے کہ دوسرا سوال یہ ہے کہ نبی کی بعثت کیسے مقام پر ہونی چاہئے۔ یعنی اُس کو اپنا کام سرانجام دینے کے لئے کس قسم کا مقام چاہئے۔ جونہی اُس نے یہ دوسرا سوال کیا۔معاً دوبارہ خدا تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ اس سوال سے اُس کا یہ منشاء ہے کہ قادیان ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ یہ دنیا کا مرکز کیسے بن سکتا ہے؟ اور اس چھوٹے سے مقام سے ساری دنیا میں (دعوت الی اللہ) کس طرح کی جا سکتی ہے؟ اگر حضرت مرزا صاحب کی بعثت کا مقصد ساری دنیا میں (دعوت الی اللہ) پہنچانا ہے تو آپ کو ایسی جگہ بھیجنا چاہئے تھا جہاں سے ساری دنیا میں آواز پہنچ سکتی، نہ یہ کہ قادیان جو ایک چھوٹا سا گاؤں ہے، اُس میں آپ کو بھیج دیا۔غرض اللہ تعالیٰ نے اس سوال کے معاً بعد یہ بات میرے دل میں ڈال دی اور میں نے پھر اس کو مسکرا کر کہا کہ پادری صاحب! ناصرہ یا ناصرۃ سے بڑا کوئی شہر ہو، وہاں نبی آ سکتا ہے، حضرت مسیح ناصری جس گاؤں میں ظاہر ہوئے تھے اُس کا نام ناصرہ تھا اور ناصرہ کی آبادی بمشکل دس بارہ گھروں پر مشتمل تھی۔ میرے اس جواب پر پھر اُن کا رنگ فق ہو گیا اور حیران ہوئے کہ میں نے اس کو اسی بات کا جواب دے دیا ہے۔اسی طرح کوئی تیسرا سوال بھی کیا تھا جو یاد نہیں۔فرماتے ہیں کہ بہرحال اس نے تین سوال کئے اور تینوں سوالات کے متعلق قبل از وقت اللہ تعالیٰ نے القاء کر کے مجھے بتا دیا کہ اُس کا ان سوالات سے اصل منشاء کیا ہے؟ اور باوجود اس کے کہ وہ چکر دے کر پہلے اور سوال کرتا تھا، پھر بھی اللہ تعالیٰ نے اُس کا اصل منشاء مجھ پر ظاہر کر دیا اور وہ بالکل لاجواب ہو گیا۔تو اللہ تعالیٰ قلوب پر عجیب رنگ میں تصرف کرتا اور اس تصرف کے ماتحت اپنے بندوں کی مدد کیا کرتا ہے اور یہ تصرف صرف خدا کے اختیار میں ہوتا ہے بندوں کے اختیار میں نہیں ہوتا۔

.... پھر آخر میں آپ فرماتے ہیں'' تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی سب کچھ آتا ہے، انسانی طاقت کچھ نہیں کر سکتی۔اس لئے یاد رکھو دعائیں جب تک مُضطر ہو کر نہ کی جائیں، یعنی اس یقین کے ساتھ کہ دنیا کی ہر ضرورت کو پورا کرنے والی ہستی صرف اور صرف خدا کی ذات ہے، اُس وقت تک قبول نہیں ہوتیں۔ بیشک دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جو گو خدا کے دیئے ہوئے میں سے دیتے ہیں مگر بہرحال وہ انسان کو کپڑا ہی دے سکتے ہیں۔ بیشک دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جو گو خدا کے دیئے ہوئے میں سے دیتے ہیں مگر بہرحال وہ دوسرے کو مکان ہی دے سکتے ہیں۔ بیشک دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جو خدا کے دیئے ہوئے علم میں سے دوسروں کو فائدہ پہنچاتے ہیں مگر بہرحال وہ بیماروں کا علاج ہی کر سکتے ہیں۔ بیشک دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جو گو خدا کے دیئے ہوئے علم سے دوسروں کی حفاظت کے لئے مقدمہ مفت لڑ سکتے ہیں مگر بہرحال وہ مقدمہ بغیر فیس کے لینے کے ہی لڑ سکتے ہیں۔مگر کوئی انسان دنیا کا ایسا نظر نہیں آ سکتا جس کے ہاتھ میں یہ ساری چیزیں ہوں۔ کوئی انسان ایسا نہیں جس کے ہاتھ میں دلوں کی تبدیلی ہو، کوئی انسان ایسا نہیں جس کے ہاتھ میں جذبات کی تبدیلی ہو۔ یہ صرف خدا کی ذات ہے جس کے قبضہ اور تصرف میں تمام چیزیں ہیں اور جو دلوں اور اُس کے نہاں در نہاں جذبات کو بھی بدلنے کی طاقت رکھتا ہے۔ پس جب تک مُضطر ہو کر دعا نہ کی جائے اور جب تک چاروں طرف سے مایوس ہو کر اور خدا پر کامل ایمان رکھ کر دعا نہ کی جائے، اُس وقت تک دعا قبول نہیں ہوتی لیکن جب اس رنگ میں دعا کی جائے تو وہ خدا کے عرش پر ضرور پہنچتی ہے اور قبول ہو کر رہتی ہے۔

تو آپ کا جو انداز خطاب تھا یہ اُس کی بعض جھلکیاں تھیں جو مَیں نے پیش کیں۔

پس آج اس کے حوالے سے مَیں بھی کہنا چاہتا ہوں کہ آج بھی اگر ہم نے حالات کو بدلنا ہے تو تمام طاقتوں کے مالک خدا کے آگے جھکنا ہو گا اور اس طرح جھکنا ہو گا جس طرح ہم نے اس میں یہ سنا کہ تمام طاقتوں کا سرچشمہ وہی ہے، تمام قسم کی مدد اُسی سے مل سکتی ہے۔ دلوں کو پھیرنے والا وہی ہے۔ دلوں کو قابو کرنے والا وہی ہے۔لوگوں کی طاقتوں کو قابو کرنے والا وہی ہے۔ اللہ کرے کہ ہم ایسی دعائیں کرنے والے ہوں۔

یہاں ہمارے ایک بڑے مخلص کارکن مکرم عظیم صاحب جو شعبہ ضیافت یوکے میں کام کرتے تھے اور پہلے جرمنی میں بھی بڑا لمبا عرصہ کام کرتے رہے، دو تین دن پہلے اُن کی وفات ہو گئی، (-) آج جنازہ اُن کا ہونا تھا لیکن کیونکہ ابھی سرٹیفکیٹ وغیرہ حاصل کرنے میں دقت تھی، اس لئے جنازہ نہیں ہو سکا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ایک دو دن تک جب ان کی نعش ہسپتال سے ساری قانونی کارروائیاں کرنے کے بعد مل جائے گی تو جنازہ بھی انشاء اللہ (بیت) فضل میں ہو جائے گا۔ بہرحال یہ بہت فدائی کارکن تھے۔ مخلص تھے۔ وفادار تھے۔ ہر ایک کا درد رکھنے والے تھے۔ خدمتِ خلق کے جذبے سے سرشار تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ان کے سارے بچے ابھی زیرِ تعلیم ہیں۔ تین بچے ہیں، دو بیٹیاں ایک بیٹا اور بڑے اخلاص والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ان کی اہلیہ کو بھی صبر اور حوصلہ دے اور بچوں پر بھی ایسا ہاتھ رکھے کہ اُن کو اُن کے باپ کی جو کمی ہے وہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہی پورا فرماتا رہے۔

پروگرام ایم ٹی اے انٹرنیشنل

(پاکستانی وقت کے مطابق)

25/اپریل2013ء

12:25 am	ریئل ٹاک
1:25 am	فقہی مسائل
2:00 am	کڈز ٹائم
2:30 am	میدان عمل کی کہانی
3:10 am	خطبہ جمعہ فرمودہ13جولائی2007ء
4:00 am	انتخاب سخن
5:00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:20 am	تلاوت قرآن کریم اور درس
5:45 am	الترتیل
6:25 am	جلسہ سالانہ جرمنی2011ء
7:30 am	فقہی مسائل
7:50 am	مشاعرہ
8:50 am	فیتھ میٹرز
9:55 am	لقاء مع العرب ریکارڈنگ 3/اپریل1996ء
11:00 am	تلاوت قرآن کریم
11:15 am	یسرنا القرآن
1:00 pm	Beacon of Truth (سچائی کا نور)
2:00 pm	ترجمۃ القرآن کلاس 2/1 اگست1996ء
3:00 pm	انڈونیشین سروس
4:15 pm	پشتو سروس
5:00 pm	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
5:30 pm	یسرنا القرآن
6:00 pm	Beacon of Truth (سچائی کا نور)
7:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ19/اپریل2013ء
8:05 pm	خلافت احمدیہ سال بہ سال
9:35 pm	Maseer-e-Shahindgan
10:30 pm	یسرنا القرآن
11:00 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:20 pm	حضور انور کا دورہ مغربی افریقہ

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

ولادت

۞ مکرم رانا محمد سلیمان صاحب معلم وقف جدید 646 گ ب ٹھٹھہ کالو کا ضلع فیصل آباد تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے 10 مارچ 2013ء کو دوسری بیٹی سے نوازا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل فرماتے ہوئے ساریہ سلیمان نام عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم محمد حمید الحق صاحب ولد مکرم عبدالحق مجاہد صاحب امرتسری گلشن کالونی گوجرانوالہ کی نواسی اور مکرم داؤد احمد رانا صاحب نمبردار رائے پور سیالکوٹ کی پوتی ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو نیک، صالح اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ نیز دینی و دنیاوی حسنات سے نوازے اور نیک نصیب عطا فرمائے۔ آمین

درخواست دعا

۞ مکرم منصور احمد تاثیر صاحب نظارت امور عامہ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم ملک عبدالمجید صاحب مجید آئرن سٹور گولبازار ربوہ کافی عرصہ سے بیمار ہیں۔ گرنے کی وجہ سے کمر میں چوٹ آئی ہے۔ احباب سے جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے اور شفاء کاملہ و عاجلہ کیلئے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

۞ مکرم شمیم احمد شاد صاحب معلم وقف جدید چک نمبر 89 ج۔ب رتن ضلع فیصل آباد تحریر کرتے ہیں۔

مورخہ 6۔اپریل 2013ء کو مکرم ڈاکٹر علی احمد صاحب ابن مکرم عمر دین صاحب بعمر 75 سال چک نمبر 89 ج ب رتن ضلع فیصل آباد میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ مقامی معلم صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور سرشمیر احمدیہ قبرستان میں تدفین کے بعد مربی صاحب حلقہ نے دعا کروائی۔ مرحوم کئی خوبیوں کے مالک تھے دوسروں کے کام آنا اور ہمدردی کا وصف ان کی ذات میں بہت نمایاں تھا۔ مریضوں کو انتہائی شفقت سے چیک کرتے تھے اور کوشش کرتے کہ کم سے کم خرچ میں ان کا علاج کیا جاسکے۔ آپ ہمدرد، شفیق، ملنسار، نیک، صالح، پنجوقتہ نماز کے پابند جماعت اور خلافت احمدیہ سے بے پناہ محبت رکھنے والے شخص تھے۔ مرحوم ماسٹر رحمت اللہ صاحب مرحوم صدر جماعت چک نمبر 89 ج۔ب رتن کے داماد تھے۔ مرحوم ڈاکٹر صاحب تین سال صدر جماعت بھی رہے اور سات سال نائب صدر کی خدمات بجالاتے رہے۔ وفات تک ان کے پاس سیکرٹری تعلیم القرآن کا عہدہ تھا۔ مرحوم نے پسماندگان میں دو بیٹے، چھ بیٹیاں، دو بھائی اور دو بہنیں سوگوار چھوڑی ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے نیز ان کی اولاد کو ان کی خوبیوں کا وارث بنائے۔ آمین

دورہ نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل

۞ مکرم رفیع احمد رند صاحب نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کیلئے ملتان، بہاولپور، ڈیرہ غازیخان اور بہاولنگر کے اضلاع کے دورہ پر ہیں احباب جماعت و اراکین عاملہ اور مربیان کرام سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

عطیہ چشم

(نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے وقتاً فوقتاً احباب جماعت کو عطیہ چشم کی تحریک کی جاتی ہے نیز وفات پانے والے آئی ڈونرز سے حاصل کردہ صحت مند کارنیا بذریعہ آپریشن موزوں نابینا افراد کو لگایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ایسوسی ایشن بلا تفرق مذہب و ملت ملک بھر میں بینائی کی بحالی کے سلسلے میں منفرد خدمت کی توفیق پا رہی ہے۔

اگر آپ کے علم میں کسی بھی عمر کے ایسے مریض ہیں جو آنکھوں کی بیرونی جھلی کارنیا (CORNEA) کی انفیکشن یا کسی اور خرابی کے نتیجے میں بینائی کی دولت سے جزوی یا کلی طور پر محروم ہیں تو وہ نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن کے مرکزی دفتر واقع نور العین میں رابطہ کریں اور اپنے کوائف کا اندراج کروالیں۔ ایسوسی ایشن کے پاس ایسے نابینا افراد کا کمپیوٹرائیزڈ ریکارڈ موجود ہے اور باری آنے پر ان کے آپریشن کا فوری انتظام کیا جاتا ہے۔

ایڈریس: دفتر نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن واقع نور العین بالمقابل فضل عمر ہسپتال ربوہ۔ دفتر میں مندرجہ ذیل نمبروں پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

047-6212312,047-6215201

(صدر نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن ربوہ)

ربوہ کے مضافات میں پلاٹس کے خریداران متوجہ ہوں

۞ ربوہ کے مضافات میں جن احباب کے پلاٹس ہیں ان سے گزارش ہے کہ اپنے پلاٹس پر قبضہ کرنے کیلئے چار دیواری اور کم از کم ایک کمرہ تعمیر کریں۔ جو احباب مضافاتی کالونیوں میں اپنے پلاٹ کی خرید و فروخت کسی پراپرٹی ڈیلر یا ایجنٹ کے ذریعہ کرنا چاہیں تو ان سے درخواست ہے کہ وہ صرف منظور شدہ پراپرٹی ڈیلر کی معرفت تحریری سودا کریں اور سودا کرنے سے قبل پراپرٹی ڈیلر کا اجازت نامہ ضرور چیک کریں۔

(صدر مضافاتی کمیٹی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
کامیاب علاج۔ہمدردانہ مشورہ
1954 NASIR ناصر 2012
دنیائے طب کی خدمات کے 58 سال
☆ نوجوانوں کے امراض و نفسیاتی بیماریاں ☆
عورتوں کی مرض اٹھرا، بچوں کا چھوٹی عمر میں فوت ہوجانا
بے اولاد مردوں اور عورتوں کا کامیاب علاج
مطب حکیم میاں محمد رفیع ناصر
الحکمت (ناصر دواخانہ) گول بازار۔ربوہ
TEL.047-6212248, 6213966

تحقیق و تجربہ اور کامیابی کے 54 سال
ڈیڑھ صد سے زائد مفید اور موثر دوائیں
اطباء و سٹاکسٹ فہرست ادویہ طلب کریں
مرض اٹھراء، اولاد نرینہ، امراض معدہ و جگر، نوجوانوں اور شادی شدہ جوڑوں کے امراض۔
بفضلہ تعالیٰ لاکھوں مریض شفاء پاچکے ہیں۔
خورشید 1958
حکیم شیخ بشیر احمد
ایم۔اے، فاضل طب والجراحت
مطب خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ۔
فون: 047-6211538 فیکس: 047-6212382
ای میل: khurshiddawakhana@gmail.com

محترم کرنل اوصاف علی خان صاحب حضرت نواب محمد علی خان صاحب داماد ورفیق حضرت مسیح موعود کے برادر نسبتی اور خالہ زاد بھائی تھے۔ محترمہ صاحبزادی صاحبہ مرحومہ حضرت عبدالمجید خان صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نواسی اور حضرت خان محمد خان صاحب آف کپورتھلہ کی پڑنواسی تھیں۔

سیدنا حضرت مصلح موعود نے 8 مارچ 1956ء کو اپنے بیٹے صاحبزادہ مرزا اظہر احمد صاحب کے نکاح کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا۔ ’’خان محمد خان صاحب حضرت مسیح موعود کے پرانے (رفیق) تھے اور آپ سلسلہ سے اتنی محبت رکھتے تھے کہ جب وہ یکم جنوری 1904ء کو فوت ہوئے تو دوسرے دن حضرت مسیح موعود (بیت) میں صبح کی نماز کے لئے تشریف لائے اور فرمایا آج مجھے الہام ہوا ہے کہ ’’اہل (۔) میں سے کسی شخص کی وفات ہوئی ہے۔‘‘ حاضرین مجلس نے کہا کہ حضور کے اہل بیت تو خدا تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں۔ پھر یہ الہام کس شخص کے متعلق ہے۔ آپ نے فرمایا خان محمد خان صاحب کپورتھلوی کل فوت ہو گئے ہیں اور یہ الہام مجھے انہی کے متعلق ہوا ہے۔ گویا خدا تعالیٰ نے الہام میں انہیں اہل (۔) میں سے قرار دیا ہے۔ پھر ان کے متعلق یہ الہام بھی ہوا کہ ’’اولاد کے ساتھ نرم سلوک کیا جائے گا۔‘‘

(الفضل 23 نومبر 1960ء۔ خطبات محمود جلد سوم صفحہ 678)

محترمہ صاحبزادی قیصرہ بیگم صاحبہ نے لاہور سے ایف اے تک تعلیم حاصل کی۔ آپ کی شادی 1962ء میں ہوئی۔ آپ کی اولاد میں 2 بیٹیاں محترمہ صاحبزادی امۃ الحی منورہ صاحبہ اہلیہ محترم صاحبزادہ عامر احمد خان طارق صاحب (واقف زندگی) اور محترمہ صاحبزادی امۃ النور اجمل صاحبہ اہلیہ محترم ڈاکٹر سید عرفان احمد اجمل صاحب آف لندن، 2 بیٹے محترم صاحبزادہ مرزا اطہر احمد صاحب اور محترم صاحبزادہ مرزا ناصر محمود احمد صاحب ہیں نیز آپ کے لواحقین میں 2 بہوئیں محترمہ عظمیٰ صاحبہ اور محترمہ ایمن فرزانہ صاحبہ شامل ہیں۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے 4 پوتے، 2 نواسے اور 2 نواسیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔

محترمہ صاحبزادی صاحبہ مرحومہ عمدہ اوصاف اور اعلیٰ اخلاق کی مالک تھیں۔ آپ نیک، عبادت گزار اور دعا گو شخصیت تھیں۔ مرحومہ ہنس مکھ مزاج اور ملنسار خاتون تھیں۔ خلافت احمدیہ کے ساتھ مرحومہ کا والہانہ محبت وعقیدت کا تعلق تھا۔ آپ نے اپنی اولاد میں بھی نظام جماعت اور خلافت احمدیہ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی تھی۔ مالی قربانی میں ہمیشہ حصہ لیتیں۔ آپ غریبوں کی ہمدرد اور غمگسار تھیں۔ ضرورت مندوں اور مستحقین کی خاموشی کے ساتھ مدد کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ مہمان نواز تھیں، جلسہ سالانہ کے دنوں میں مہمانوں کے آرام وسکون کی خاطر ان کا ہر طرح سے خیال رکھتی تھیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترمہ صاحبزادی صاحبہ مرحومہ کی مغفرت فرمائے، درجات بلند کرے اور اپنے قرب خاص میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فیصل کراکری اینڈ کچن الیکٹرونکس ریلوے روڈ
نان سٹک، سٹین لیس سٹیل، سلور سٹیل، ڈنر سیٹ، برامکس سیٹ، شیشہ سیٹ، پلاسٹک آئٹمز اور کچن الیکٹرونکس کی مکمل ورائٹی نہایت مناسب ریٹ پر دستیاب ہے۔
برائے رابطہ: 0323-9070236

الصادق اکیڈمی بوائز دارالصدر جنوبی
کلاس 6th تا 9th داخلہ جاری
الصادق اکیڈمی جماعتی اداروں کے شانہ بشانہ پچھلے 25 سال سے اہالیان ربوہ کی تعلیمی میدان میں خدمت میں پیش پیش
- پریپ تا کلاس فائیو گرلز سیکشن میں داخلے جاری ہیں
- فیصل آباد بورڈ سے الحاق شدہ
- چند اساتذہ کی آسامیاں خالی ہیں
پرنسپل الصادق بوائز نزد مریم ہسپتال ربوہ: 0476214399

احمد ٹریولز انٹرنیشنل گورنمنٹ لائسنس نمبر 2805
یادگار روڈ ربوہ
اندرون وبیرون ہوائی ٹکٹوں کی فراہمی کیلئے رجوع فرمائیں
Tel:6211550 Fax 047-6212980
Mob:0333-6700663
E-mail:ahmadtravel@hotmail.com

تمباکو نوشی سے نجات
ایک ایسی دوا جس کے تین ماہ تک استعمال سے سگریٹ اور نسوار سے نجات ممکن ہے۔ دوا گھر بیٹھے حاصل کریں۔
عطیہ ہومیو میڈیکل ڈسپنسری اینڈ لیبارٹری
ساہیوال روڈ نصیر آباد رحمٰن ربوہ: 0308-7966197

نوزائیدہ اور شیر خوار بچوں کے امراض
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ چوک ربوہ فون: 0344-7801578

Deals in HRC,CRC,EG,P&O,Sheets &Coil
JK STEEL
6-D Madina Steel Sheet Market
Landa Bazar, Lahore
Talb-E-Duaa: Kamal Nasir, Jamal Nasir

Best Return of your Money
گل احمد، الکرم، لان، چکن، ڈیزائنر سوٹس
نیز مردانہ اچھی ورائٹی بھی دستیاب ہے
انصاف کلاتھ ہاؤس
ریلوے روڈ۔ ربوہ فون شوروم: 047-6213961

البشیرز معروف قابل اعتماد نام
پیچ
جیولرز اینڈ بوتیک
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ
نئی ورائٹی نئی جدت کے ساتھ زیورات وملبوسات
اب پتوکی کے ساتھ ساتھ ربوہ میں با اعتماد خدمت
پروپرائٹرز: ایم بشیر الحق اینڈ سنز، شوروم ربوہ
0300-4146148
فون شوروم پتوکی 049-4423173 -047-6214510

ربوہ میں طلوع وغروب 16/اپریل	
طلوع فجر	4:12
طلوع آفتاب	5:37
زوال آفتاب	12:09
غروب آفتاب	6:40

ربوہ آئی کلینک
اوقات کار برائے معلومات 9 بجے سے دوپہر 2 بجے تک
برائے رابطہ فون نمبر: 047-6214414
047-6211707-0301-7972878

امتیاز ٹریولز انٹرنیشنل
(بالمقابل ایوان محمود ربوہ)
گورنمنٹ لائسنس نمبر 4299
اندرون ملک اور بیرون ملک ٹکٹوں کی فراہمی کا ایک با اعتماد ادارہ
TeL:047-6214000,Fax:047-6215000
Mob:0333-6524952
E_mail:imtiaztravels@hotmail.com

سیل۔ سیل۔ سیل
اب مردانہ ورائٹی =/400 روپے
لیڈیز ورائٹی =/Rs, 250 سے -/Rs 300
نیز بچگانہ سکول شوز =/Rs. 350
نیو رشید بوٹ ہاؤس گولبازار ربوہ
پروپرائٹر: مبشر احمد ابن رشید احمد (مرحوم)
047-6213835

Invitation for
Seminar
Study in
University of Glasgow
Venue &Time:
18th April-Thursday
5:00pm to 8:00pm
at the PC Hotel Board Room "F"
Generous Scholarships Available of up to £3,000 to £5000
EC Education Concern
Education Concern®
67-C, Faisal Town, Lahore
0331-4482511
042-35177124
www.educationconcern.com

FR-10

الفضل روم کولر اینڈ گیزر
ہمارے ہاں کولر گیزر، واٹر کولر، واٹر پمپس، سٹیبلائزر، رائل فین، پاک فین اور بھی فین کی مکمل ورائٹی
نیز اعلیٰ کوالٹی کے یو پی ایس تیار اور بیٹریاں بھی دستیاب ہیں ہر قسم کی ریپئرنگ کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے
فیکٹری اینڈ شوروم 1-265-16/B کالج روڈ نزد اکبر چوک ٹاؤن شپ لاہور
042-35114822,35118096,03004026760

بلال فری ہومیوپیتھک ڈسپنسری
بانی: محمد اشرف بلال
اوقات کار:
موسم سرما: صبح 9 بجے تا 4½ بجے شام
وقفہ: 1 بجے تا 1½ بجے دوپہر
ناغہ بروز اتوار
86۔ علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور
ڈسپنسری کے متعلق تجاویز اور شکایات درج ذیل ای ایڈریس پر بھیجے
E-mail:bilal@cpp.uk.net

عمر اسٹیٹ اینڈ بلڈرز
لاہور میں جائیداد کی خرید وفروخت کا با اعتماد ادارہ
H2-278 مین بلیوارڈ جوہر ٹاؤن لاہور
04235301547-48
چیف ایگزیکٹو چوہدری اکبر علی
:03009488447
E-mail:umerestate@hotmail.com

Dawlance Super Exclusive Dealer
فریج، سپلٹ اے سی، ڈیپ فریزر، مائیکروویو اون، واشنگ مشین، ٹی وی، ڈی وی ڈی جیسکو جنریٹرز استریاں، جوسر بلینڈر، ٹوسٹر سینڈوچ میکرز، یو پی ایس سٹیبلائزر ایل سی ڈی، ویٹ مشین، ان سیکٹ کلر لائٹ انرجی سیور ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہیں۔
گوہر الیکٹرونکس گولبازار ربوہ
047-6214458